(۶۲)

بعض اہم امور کے متعلق خاص طور پر دعائیں کی جائیں

(فرمودہ ۷۔ نومبر ۱۹۳۰ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنی مختلف صفات کو مختلف اوقات میں ظاہر کرتا رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے کہ اُفْطِرُ وَاَصُوْمُ [1] یعنی میں کبھی افطار کرتا ہوں اور کبھی روزہ رکھتا ہوں۔ کھانے پینے کا تو خدا تعالیٰ محتاج نہیں اس لئے اس الہام کے یہی معنی ہیں کہ بعض صفات کو بعض زمانوں میں خدا تعالیٰ جاری کرتا ہے اور بعض کو روک لیتا ہے جاری کرنے کا نام افطار اور بند کر دینے کا نام اس نے روزہ رکھا ہے۔ اور اس کی تمام صفات کے متعلق ہم یہی دیکھتے ہیں کسی وقت تو وہ جاری ہو رہی ہوتی ہیں اور کسی وقت ان میں روزہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض ایام میں تو وبائیں آتی ہیں اور ہر طرف صفایا کر دیتی ہیں اور دوسرے وقت اولادیں اِس کثرت سے پیدا ہوتی ہیں کہ ملک کی آبادی بہت بڑھ جاتی ہے اور لوگوں کو یہ فکر لاحق ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ کھائیں گے کہاں سے۔ غرض افطار و صوم کا سلسلہ ہر شاخ میں نظر آتا ہے اور اسی کے ماتحت کسی زمانہ میں تو ایسی ہوا چلتی ہے کہ لوگوں کی صحت بہت اچھی ہو جاتی ہے اور کبھی ایسی ہوا چلتی ہے کہ لوگوں کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ مؤمن کا قاعدہ ہے کہ صوم کے زمانہ میں یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی صفات کو روک لیتا ہے زیادہ دعائیں کرے کیونکہ روزہ سے دعا کا خاص تعلق ہے۔ جس طرح بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ دعائیں کرے اسی طرح اللہ تعالیٰ جب روزہ رکھتا ہے تو وہ دعائیں قبول کرتا ہے کیونکہ ہر اک اپنی شان

کے مطابق ہی کام کرتا ہے۔ بندہ روزہ کی حالت میں دعائیں کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی بعض صفات کو روکنے کے وقت دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے اور اس کے معنے دراصل یہی ہوتے ہیں کہ بندہ زیادہ دعائیں کرے اور جب خدا تعالیٰ خود ایسے سامان پیدا کرے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں تو پھر وہ دعائیں سنتا بھی زیادہ ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ آج کل کے ایام بھی کچھ ایسے ہی ہیں ایک طرف ملک کی مالی حالت خراب ہو رہی ہے۔ ہندوستان کی اسّی (۸۰) فیصدی آبادی زمیندار ہے دو تین سال قبل تو غلہ کی کمی نے اسے تکلیف میں رکھا اور اس سال غلہ کی زیادتی زمینداروں کے لئے مصیبت کا باعث ہوگئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس ملک کی اسّی (۸۰) فیصدی آبادی کمزور ہو باقی بیس فیصدی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک طرف تو یہ تباہی نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ[۲] کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے اور دوسری طرف نَقْصٍ مِّنَ الْاَنْفُسِ بھی ہے۔ اِن دنوں میں عام طور پر باہر سے دوستوں کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ عام طور پر بیماری پھیلی ہوئی ہے بعض دنوں میں دو دو تین تین تار بیماری یا فوتیدگی کے آجاتے ہیں اور اگر تاروں میں وقفہ ہو تو خطوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں بیماری کا عام حملہ ہے۔

بڑی قومیں جن کو یہ فکر ہو کہ ہمارے آدمی زیادہ ہو گئے ہیں وہ کھائیں گے کہاں سے۔ ان کے اگر چند نفوس مر جائیں تو انہیں اتنا فکر نہیں ہوتا کیونکہ بہت پھیلا ہوا درخت آخر چھانٹا جاتا ہے۔ مگر وہ ننھی کونپل جو ابھی ہی باہر نکلی ہو اُسے چھانٹنے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے اس لئے چھوٹی جماعتوں کے ہر فرد کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔ پس ایسے وقت میں جب الٰہی منشاء کے ماتحت بیماری پھیلی ہوئی ہے زیادہ لوگوں کا بیمار ہونا بتاتا ہے کہ یہ الٰہی سامان ہیں۔ دنیا میں یوں بھی لوگ بیمار ہوتے ہیں مگر اس کی یہی صورت ہے کہ اگر کسی نے آنکھ کو غلط طور پر استعمال کیا تو آنکھ دُکھ گئی، اگر کسی نے اعصاب کا خیال نہ رکھا تو وہ کمزور ہو گئے یا بد پرہیزی سے معدہ خراب ہو گیا ایسے امراض کی ذمہ داری افراد پر ہوتی ہے مگر جب سارے ملک میں عام طور پر بیماری پھیلی ہوئی ہو تو اس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ یہ سب کچھ الٰہی سامانوں کے ماتحت ہو رہا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخفی سامانوں کے ماتحت ان دنوں خدا تعالیٰ کی قیوم اور شافی کی

صفات روزہ میں ہیں اس لئے بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کے لئے ضروری ہے کہ دعائیں کثرت سے کریں۔ کسی کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم بیمار نہیں ہیں مؤمن کے ''ہم'' کے معنی ساری جماعت کے ہوتے ہیں صرف وہ اور اس کے بیوی بچے مراد نہیں ہوتے۔ چھت کی ایک کڑی تو اپنے لئے ''ہم'' کہہ سکتی ہے مگر دیوار جب ''ہم'' کہے گی تو اس میں چھت بھی شامل ہوگی اور انبیاء کی جماعتیں بمنزلہ دیوار ہوتی ہیں ان کی ''ہم'' میں سارے ہی شامل ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ کڑی کی مانند ہوتے ہیں جو گرے تو خود ہی ٹوٹے گی مگر انبیاء کی جماعتیں دیوار ہوتی ہیں اور ان کے گرنے سے سب گر جاتے ہیں اس لئے ہماری ''ہم'' میں سارے لوگ اور مقدّم طور پر اپنی جماعت کے لوگ شامل ہیں۔

ایسے وقت میں احباب کو خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو تباہیوں اور نُقصانات سے بچائے کیونکہ دنیا میں ہم بھی شامل ہیں۔ مختلف اطلاعات سے جو اپنی جماعت کے اصحاب کی بیماریوں کے متعلق آ رہی ہیں تازہ ترین یہ ہے کہ حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جنہیں اکثر دوست جانتے ہوں گے اور اپنے علاقہ میں تو وہ سلسلہ کا ایک ستون ہیں بہت سے احباب ان سے واقف ہوں گے اور قادیان میں بعض نے ان کی نظمیں بھی سنی ہوں گی ان پر نمونیا کا خطرناک حملہ ہوا ہے اپنے علاقہ کے لئے وہ اور ان کے والد سلسلہ کے لئے بہت بابرکت وجود ہیں دوست خاص طور پر ان کے لئے دعا کریں۔ باہر سے روزانہ ڈاک میں ایسی اطلاعات آ رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری بہت عام ہو رہی ہے۔

میری اپنی صحت کا یہ حال ہے کہ گزشتہ دنوں میں زیادہ کام کرنے کی وجہ سے یہ حالت ہوگئی ہے کہ اگر کھانا کھالوں تو بخار ہو جاتا ہے اور اگر نہ کھاؤں تو ضُعف بڑھ جاتا ہے۔ دنیا میں دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو آدمی کھانا کھائے یا نہ کھائے اور یہ دونوں میرے لئے تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہیں۔

پس ایسے وقت میں جب لوگوں کی صحت کو عام طور پر دھکّا لگے اُس وقت افراد کی بیماری چونکہ الٰہی سامانوں کے ماتحت ہوتی ہے بدپرہیزی سے نہیں ہوتی اس لئے اسی سے دعا کرنی چاہئے کہ ان بلاؤں اور بیماریوں کو اپنے فضل سے دور کر دے اور اپنے بندوں کو اپنی حفاظت میں لے لے۔

دوسرے میرے نزدیک ایک اور امر کے لئے بھی ہماری جماعت کو بہت کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں اور وہ ہندوستان کی آئندہ قسمت کے فیصلے کا سوال ہے جو بظاہر گو سیاسی ہے مگر جیسا کہ میں بارہا پہلے بتا چکا ہوں اور آج بھی مختصراً بتاؤں گا اصل میں یہ سوال مذہبی ہے۔ یہ ہندوستان کی آزادی کا سوال ہے جو لندن میں منعقد ہونے والی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں طے ہونے والا ہے۔ ایک تو ملکی آزادی کے لحاظ سے بھی یہ سوال ہمارے لئے دلچسپی کا موجب ہے دوسرے اس وجہ سے صرف ہمارے ہی لئے یہ زیادہ اہم ہے کہ کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو جائے جس سے ہندوستان میں اسلام کی ترقی رُک جائے۔ اِس وقت بھی ہم دیکھتے ہیں جہاں ہندوؤں کی حکومت ہے باوجودیکہ وہ انگریزوں کے ماتحت ہی ہے پھر بھی وہاں مسلمانوں پر سخت مظالم ہوتے ہیں۔ سب ہندو ریاستوں میں تو نہیں مگر اکثر میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ملکانوں کے ارتداد کے دنوں میں ہمارے دوستوں نے اس کا تجربہ کیا ہوگا۔ بھرت پور میں جبراً ایک مسجد میں غلہ اور بھوسہ ڈال دیا گیا اور دو چار لالچی اور نافہم مسلمانوں سے ایسی درخواست دلوا دی کہ یہ مسجد ویران ہے اسے سرکار سنبھال لے اور سرکار نے اس میں غلہ اور بھوسہ لا کر بھر دیا۔ پھر بعض علاقوں میں ہندو پولیس افسروں نے پاس کھڑے ہو کر شُدھی کرائی اور جب ہمارے مبلّغین گئے تو انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔

ریاست الور کے ایک گاؤں میں لوگوں کو آریہ بنا لیا گیا۔ میں نے قاضی عبداللہ صاحب کو جو اِن دنوں ہائی سکول میں کام کرتے ہیں وہاں بھیجا تو انہوں نے مجھے لکھا کہ سیشن جج نے مجھے بلا کر حکم دیا ہے کہ باہر کا کوئی آدمی یہاں آ کر تبلیغ نہیں کر سکتا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جن مسلمانوں کو آریہ بنا لیا گیا تھا انہیں کوئی ارتداد سے تائب نہ کرا لے۔

ان حالات میں خطرہ ہے کہ اگر کوئی ایسی حکومت قائم ہو گئی اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا تو تبلیغِ اسلام رُک جائے گی اب بھی کئی ہندو ریاستوں میں ایسے قوانین ہیں۔

چمبہ میں اگر کوئی مسلمان ہونا چاہئے تو ضروری ہے کہ پہلے مجسٹریٹ سے اجازت لے۔ ہندو مجسٹریٹ اسے طرح طرح کے سوالوں سے پریشان کر دیتا ہے۔ مثلاً یہ کہ تمہیں کس نے تبلیغ کی؟ اسلام میں کیا خوبی نظر آئی‘؟ کسی کے ڈر سے یا دھوکا میں آ کر تو مسلمان نہیں ہوتے؟ اور پھر

تحقیقات کو اتنا لمبا کر دیا جاتا ہے کہ یا تو اس سے تنگ آ کر وہ خود ہی مسلمان ہونے کا خیال چھوڑ دیتا ہے یا اس اثناء میں ہندوؤں کی طرف سے اس پر دباؤ ڈال کر اس خیال سے روک لیا جاتا ہے۔ پھر بعض جگہ جھوٹے مقدمات دائر کر کے ایسے لوگوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ پس اگر کوئی ایسی حکومت قائم ہوگئی تو باقی فرقے تو شاید اسے قبول کر لیں کیونکہ انہیں پہلے سے ہی تبلیغ کی عادت نہیں مگر احمدیوں کے لئے تو تبلیغ کے سوا کوئی چارہ نہیں اور اگر تبلیغ میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو اس ملک سے نکل جائیں گے اور یا پھر اگر خدا تعالیٰ اجازت دے تو ایسی حکومت سے لڑیں گے۔ اور میں تو یہ بھی نہیں خیال کر سکتا کہ باقی مسلمان بھی خواہ کس قدر گر گئے ہوں یہ برداشت کر سکیں گے کہ رسول کریم ﷺ کے اُسوہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے پر پابندیاں عائد کی جائیں۔ لیکن خواہ وہ اسے برداشت کریں یا نہ کریں ہم تو کسی صورت میں بھی ایسا نہیں کر سکتے۔ پس ہمارے لئے یہ سیاسی نہیں بلکہ اہم مذہبی سوال ہے۔ اگر یہ خالص سیاسی سوال ہوتا تو میں کبھی اس طرف اتنی توجہ نہ کرتا۔ میں اس بات کی چنداں پرواہ نہیں کرتا کہ اِس ملک کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہو بلکہ صرف یہ خیال ہے کہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں نہ ہو جو تبلیغِ اسلام میں روک پیدا کر دیں اور اگر کسی اسلامی فرقہ سے اس قسم کا خدشہ ہوا تو اسکی بھی ہم ایسی ہی مخالفت کریں گے۔ ہمیں صرف یہ ضرورت ہے کہ ملک میں تبلیغ کا راستہ کھلا رہے مگر آثار و قرائن سے یہی پایا جاتا ہے کہ ہندو اِس کوشش میں ہیں کہ تبلیغِ اسلام کو بند کر دیں۔ مہاشہ فضل حسین نے ''ہندو راج کے منصوبے'' نام سے جو کتاب لکھی ہے اس میں خود ہندو لیڈروں کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ وہ تبلیغ کو گوارا نہیں کر سکیں گے ان میں سے بعض نے تو صاف کہا ہے کہ ہم کسی ہندو کا مسلمان ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ بعض نے کہا ہے اگر مسلمان تبلیغ بند نہ کریں گے تو انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا پس اگر ایسے لوگوں کو حکومت مل گئی تو ہمارے لئے تبلیغ کا راستہ کہاں کُھلا رہ سکتا ہے۔ پس یہ ایک اہم مذہبی سوال ہے کیونکہ مذہب کی جان تبلیغ ہے اس لئے دوستوں کو خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ اسلام کے لئے بہتری کے سامان کرے کیونکہ وہ سب کے دلوں کا مالک ہے۔ ممکن ہے مسلمان ہی کوئی ایسا سمجھوتہ کر آئیں جو اسلام کے لئے مُضِر ہو۔ بعض ہندو ریاستوں میں کسی مسلمان کو وزیر بنا لیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اِسی طرح عین ممکن ہے کہ ہندو بعض مسلمان نمائندوں کو یہ لالچ دیکر کہ

تمہیں بڑے بڑے عہدے دے دیئے جائیں گے انہیں اپنے ساتھ ملا لیں۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر رضامند نہ ہوں جس سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ ہم کسی سکیم کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ وہ سیاسیات سے تعلق رکھتی ہیں صرف اپنا خیال پیش کرتے ہیں مگر اس پر بھی ضد نہیں کرتے کیونکہ ممکن ہے کسی اور کے دماغ میں اس سے بہتر سکیم آ جائے۔ ہمارا منشاء صرف یہ ہے کہ سکیم ایسی ہو جس سے اسلام کو نقصان نہ پہنچے۔ پھر ہندوؤں کے دل بھی خدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہ انہیں مجبور کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کر کے ان کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس لئے یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہندوؤں کو توفیق دے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق غصب کرنے کی طرف مائل نہ ہوں بلکہ عدل اور انصاف سے کام لیں۔

تیسری پارٹی انگریز ہیں جس کے فیصلے پر ہی فیصلہ ہونا ہے ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ وہ انہیں یہ سمجھنے کی توفیق دے کہ اتنا ظلم کبھی جائز نہیں ہو سکتا کہ سات کروڑ آبادی کے حقوق کو خطرہ میں ڈال دیا جائے اور وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر راضی نہ ہوں جو مسلمانوں کے لئے مُضِرّ ہو۔ یہ سوال نہایت اہم ہے خصوصیت سے اس کے متعلق دعائیں کرنی چاہئیں۔ ملک کی آزادی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بھی یہ اہم ہے مگر زیادہ اہم اس لئے ہے کہ کوئی ایسا سمجھوتہ نہ ہو جائے جس سے اسلام خطرہ میں پڑ جائے۔ پس اگر اس کا انتظام ہو جائے تو پھر جس طرح دنیا میں ہر شخص اپنے حقوق کے لئے لڑتا ہے ہم بھی لڑتے رہیں گے مگر ہماری گھبراہٹ دور ہو جائے گی اور اطمینان ہو جائے گا کہ مسلمانوں پر زیست تنگ نہیں ہو گی۔

خدا کے قبضہ میں سب کے دل ہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ مونجے' مالویہ' نہرو اور گاندھی وغیرہ مسلمانوں کے حامی کس طرح ہو سکتے ہیں کیونکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے تصرّف میں ہے۔ شملہ میں مجھے خواب میں ایک بہت بڑے ہندو لیڈر کے متعلق بتایا گیا کہ وہ دل سے مسلمان ہے اور جب اُس سے بات چیت ہوئی تو اُس نے کہا کہ فلاں ہندو لیڈر بھی مسلمان ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ دل سے مسلمانوں کے ہمدرد ہوں اور یا اب ہی خدا تعالیٰ ان کے دل میں یہ ڈال دے کہ مسلمانوں کا خیال رکھنا چاہئے وہ لیڈر گول میز کانفرنس کے ممبر بھی ہیں۔

پس یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ فلاں بات ہو نہیں سکتی جو شخص خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اس

کے لئے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اُسی کے حضور جُھک کر دعائیں کرنی چاہئیں۔ ہماری بات کوئی ممکن ہے نہ سُنے مگر خدا تعالیٰ کی بات سننے سے کون انکار کر سکتا ہے۔ ہم کوئی بات کان کے ذریعہ سُناتے ہیں اور سننے والا کان میں اُنگلی ڈال سکتا ہے مگر خدا تعالیٰ دماغ میں ڈالتا ہے اور وہاں اُنگلی نہیں ڈالی جا سکتی۔ ہم جسم پر قبضہ کرتے ہیں اور جسم چُھڑایا جا سکتا ہے مگر خدا تعالیٰ دل پر قبضہ کرتا ہے اور دل پر کسی کا قابو نہیں چل سکتا۔ بعض اوقات انسان ایک بات چھوڑنا چاہتا بھی ہے مگر نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ دل پر اُس کا قابو نہیں چل سکتا۔ بعض اوقات کسی بیمار کو کہا جاتا ہے کہ فلاں بات چھوڑ دو مگر وہ یہی جواب دیتا ہے کہ کیا کروں دل پر قابو نہیں۔ لیکن سب کے دل خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اس لئے اسی سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ لوگوں کی صحت کے لئے بھی اور اس اہم سوال کے لئے بھی جس کا اثر بہت دیرپا ہوگا۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب جو فیصلہ ہوگا وہ سَو سال تک قائم رہے گا یا پچاس سال یا بیس سال تک یا سَو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک۔ کس کو پتہ تھا کہ روس میں انقلاب اِس قدر جلد ہو جائے گا یا جرمنی میں اس طرح یکا یک تغیّر واقع ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ اس فیصلہ کے بعد جلد ہی کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ موجودہ نظام یک لخت درہم برہم ہو جائے مگر ظاہراً تو اس کا اثر دیرپا ہی معلوم ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ایسے سامان پیدا کر دے کہ ملک میں اسلام کی تبلیغ نہ رُکے بلکہ ترقی کے سامان پیدا ہوتے جائیں۔

(الفضل ۱۳۔ نومبر ۱۹۳۰ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۴۲۰۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ البقرۃ: ۱۵۶